باب ہفتم

12 ربیع الاوّل۔ یوم رحمت

ربیع الاول کا مقدس اور بابرکت مہینہ ہر سال اپنی تمام تر سعادتوں اور رحمتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوتا ہے۔ یہ مہینہ دیگر مہینوں سے اس لحاظ سے منفرد اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں وہ عظیم ہستی دنیا میں تشریف لائی جس کی خاطر زمین و آسمان، چاند ستارے، دن رات بنائے گئے۔ یہ وہ مبارک صبح سعید تھی جب رحمتہ العالمینﷺ پیکر امین و امان بن کر سیدہ آمنہؓ کی آغوش میں جلوہ افروز ہوئے۔

سرور کونینﷺ کا ظہور کائنات کے لیے رحمت کا پیغام بنا۔ انبیاء المرسلین کا وجود عالم انسانیت کے حق میں نعمت عظمیٰ ہوتا ہے، کیونکہ رشد و ہدایت کے چشمے ان ہی سے پھوٹتے ہیں۔ اس لیے کائنات میں ان کی تشریف آوری مخلوق خدا پر اللہ کے احسانات میں سے ایک احسان عظیم ہے۔ گویا انبیاء کرام کی ولادت کا دن بارگاہ الوہیت میں خاص رحمت وسلامتی کے دن کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس دن ان برگزیدہ ہستیوں پر سلام بھیجنا نہ صرف سنت انبیاء ہے بلکہ سنت اللہ بھی ہے۔ خود اللہ رب العزت نے حضرت یحییٰ کی پیدائش پر ان پر سلام بھیجا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ'' اللہ کی طرف سے ان پر سلام ہو جس دن وہ پیدا ہوئے'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم ولادت پر خود ان کی اپنی زبان سے یہ

کلمات کہلوائے گئے۔ ''اور اللہ کی طرف سے مجھ پر سلام ہو جس دن میں پیدا ہوا''
جب سابقہ انبیاء کے یوم ولادت کو یہ اہمیت حاصل ہے تو یوم ولادت مصطفیٰ ﷺ کے شرف و کمال کا کیا عالم ہوگا۔ جس ہستی پر اللہ تعالیٰ ہر وقت درود و سلام بھیجنے کی تاکید کرتا ہے۔ عام دنوں میں جب حضور ﷺ پر درود شریف پڑھنے کی رب العزت نے اس قدر تاکید کی ہے تو میلاد النبی ﷺ کے دن درود شریف پڑھنا کس قدر اہمیت و فضیلت کا حامل ہوگا۔

ذکر رسول ﷺ کا ضامن خود خداوند کریم ہے جس نے وعدہ فرما کر اپنے محبوب کی شہرت و عظمت کو ابدی دوام بخشا۔ اس کے مٹانے والے مٹ گئے منکر دب گئے شور مچانے والے ساکت و صامت ہو گئے مگر یہ ذکر خیر جاری و ساری ہے۔ ولادت نبی ﷺ کے دن حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھنا اللہ تعالیٰ کی خاص سنت ہے۔ باری تعالیٰ نے خود ولادت محمدی ﷺ کے موقع پر بزم کائنات میں جشن کا سا سماں پیدا فرمایا تا کہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی اور جشن سُنتِ الٰہی قرار پا جائے۔

1- ولادت محمدی ﷺ کے وقت ستاروں کو نیچے اتار کر دنیا میں چراغاں کیا گیا۔
2- مشرق و مغرب تک پوری زمین بقعہ نور بنا دی گئی حتیٰ کہ حضرت آمنہؓ نے شام کے محلات تک دیکھ لیے۔
3- آسمان اور جنت کے سب دروازے کھول کر عالم بالا کو خوشبوؤں سے مہکا دیا گیا۔
4- مشرق و مغرب اور کعبہ کی چھت پر پرچم لہرا دیئے گئے۔
5- ستر ہزار حوران بہشت کو استقبال کے لیے فضا میں نیچے اتارا گیا اور ان میں سے کئی حضرت آمنہؓ کے گھر پر مامور کی گئیں۔
6- ہزارہا فرشتوں کو بھی استقبال پر مامور کر دیا گیا۔
7- جنتی پرندے بھی استقبال کے لیے نیچے اتار دیئے گئے۔

8- وقت ولادت حضرت آمنہؓ کو مبارک باد دی جنتی مشروب پلایا گیا۔

9- شب ولادت قریش مکہ کے سب جانوروں کو بھی میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی کے اظہار کے لیے زبان دے دی گئی۔

10- شب ولادت تمام ملائکہ امر الٰہی سے نیچے اتر کر ایک دوسرے کو مبارک دینے لگے۔

11- یوم میلاد سورج کو بھی غیر معمولی نور سے نوازا گیا۔

12- وقت ولادت پہاڑوں ، دریاؤں اور سمندروں نے بھی اپنے اپنے حال میں خوشیاں منائیں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں معمول سے زیادہ بلند ہوگئیں ، دریاؤں اور سمندروں کی سطح تموج کے ساتھ خاصی اونچی ہوگئی اور سمندری مخلوق نے بھی ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔

13- ولادت محمدی ﷺ کی خوشی میں باری تعالیٰ نے سال بھر عرب کی عورتوں کو بیٹے عطا فرمائے تاکہ اس سال جاہلی عرب کے ظالمانہ دستور کے مطابق کوئی بیٹی ناحق قتل نہ ہو۔

14- میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں عرب کے درخت پھلوں سے لاد دیئے گئے۔ سوکھے کھیت ہرے بھرے ہوگئے اور قحط کو ہریالی وشادابی سے بدل دیا گیا۔

15- شبِ میلاد آسمانوں پر زبرجد اور یاقوت کے مینار بنا کر روشن کیے گئے جو شب معراج حضور ﷺ کو دکھائے گئے اور بتایا گیا کہ یہ آپ کی ولادت کی رات سے روشن ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ہم مسلمانوں کے لیے حضور اقدس ﷺ کی ولادت با سعادت سے بہتر کون سا دن ہوگا جس کی یادگار قائم کریں کہ دنیا و آخرت میں ظاہری و باطنی ، جسمانی و روحانی تمام نعمتیں تمام راحتیں انہیں کے طفیل انہیں کے صدقے میں ہیں تو اس دن کی یاد منانا تمام اعمال سے افضل اور ذریعہ نجات وبخشش ہے۔

میلا د النبیﷺ کی تاریخی حیثیت

جہاں تک میلا د النبیﷺ کی روح پرور تقریبات کو با قاعدگی سے منانے کے نقطہ آ غاز کا سوال ہے۔ بلاشبہ صحابہ کرامؓ کے دور میں آ ج کی طرح رواج تو نہیں تھا۔لیکن احادیث میں ایسی شہادتیں ضرور ملتی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہؓ عید میلا د النبیﷺ کے دن کی اہمیت سے خوب واقف تھے اور اس کا تذکرہ کبھی نجی محفلوں میں اور کبھی اپنے دوست احباب کی مجلسوں میں نہایت ہی خوشی اور احترام سے کرتے تھے۔ بلکہ یہاں تک حضورﷺ نے خود اپنے کانوں سے بعض صحابہؓ سے اس کا ذکر سنا تو اس قدر خوش ہوئے کہ ان صحابہؓ کو شفاعت اور سلام و رحمت کی نوید سنائی۔ جیسا کہ ایک موقع پر حضرت ،عبداللہ ابن عباسؓ اپنے گھر میں کچھ افراد کے سامنے حضورﷺ کی ولادت مبارکہ کے واقعات بیان کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ حضورﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیج رہے تھے کہ اچانک حضورﷺ ادھر تشریف لے آ ئے۔ آ پﷺ نے ان کے اس عمل پر خوش ہو کر فرمایا۔تمہارے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ اسی طرح حضرت ابو درداؓ روایت کرتے ہیں کہ میں حضورﷺ کے ساتھ حضرت عامر انصاریؓ کے گھر کی طرف سے گزرا ،اس وقت حضرت عامرؓ اپنے خاندان والوں کو حضورﷺ کی ولادت باسعادت کے واقعات بتا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہی پیر کا دن تھا جب حضورﷺ دنیا پر تشریف لائے۔حضورﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ سب فرشتے تمہارے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں اور جو شخص بھی تمہارے جیسا کام کرے گا نجات پائے گا۔ نہ صرف صحابہؓ نے حضورﷺ کے ذکر ولادت پر خوشی کا اظہار کیا بلکہ آ نحضرت کی ولادت کے دن اللہ تعالیٰ نے کافروں پر بھی نوازشیں فرمائی ہیں۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابولہب کو میں نے خواب میں دیکھا جو

کہتا تھا کہ میں سخت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن پیر کے دن اس کے عذاب میں اس لیے کمی کر دی جاتی ہے اُس نے حضورﷺ کی ولادت کی خوشی میں اپنی کنیز ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس روایت پر یوں استدلال فرماتے ہیں کہ:

اس روایت میں میلاد شریف منانے والوں کے لیے دلیل اور سند ہے کہ ابولہب جس کی مذمت میں قرآن مجید کی سورۃ نازل ہوئی۔ جب وہ حضورﷺ کی ولادت کی خوشی میں کنیز آزاد کر کے عذاب میں تخفیف حاصل کر لیتا ہے تو جس کے دل میں محبت رسولﷺ کا جذبہ ہوگا وہ کیونکر نجات نہ پائے گا۔

ان حوالوں سے یہ حقیقت اچھی طرح سامنے آ جاتی ہے کہ حضورﷺ کے اپنے دور میں میلاد رسولﷺ کی اہمیت وفضیلت کا شعور پوری طرح موجود تھا اور یہی شعور اس کے بعد آنے والے مسلمانوں کے لیے چراغِ محبت کا کام دیتا رہا۔ چنانچہ جشن میلاد النبیﷺ پورے عالم اسلام میں نہایت عقیدت واحترام سے منایا جاتا رہا ہے۔ امام المحدثین ابن جوزی حنبلی اپنی کتاب مولد النبیﷺ میں لکھتے ہیں کہ عرب کے مشرق ومغرب مصر اور شام بلکہ تمام آبادی اہل اسلام ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں منانے لگتے ہیں۔ قیمتی کپڑے پہنتے اور طرح طرح کی زینت کا اظہار کرتے ہیں۔ خوشبو اور سرمہ لگاتے ہیں اور اس کے عوض اللہ تعالیٰ سے بڑی کامیابی اور خیر و برکت حاصل کرتے ہیں۔

ہر دور میں عید میلاد النبیﷺ کی تقریبات منائی جاتی تھیں بلکہ میلاد کی تاریخی اور شرعی حیثیت پر جامع اور مستند کتب بھی تحریر کی جاتی رہی ہیں۔

امام جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب حسن المقصد فی عمل المولد، امام شمس الدین ابن الجزری کی تصنیف ''عرب التعریف بالمولد الشریف''، حافظ شمش الدین بن ناصر الدین دمشقی کی کتاب ''مورد الصادی فی مولد الہادی'' اور امام محمد طاہر کی کتاب ''مجمع البحار'' اس سلسلے میں قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ اس

موضوع پر اردو ، فارسی اور پنجابی اور دیگر زبانوں میں ان گنت کتابوں کا اضافہ ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا۔

میلاد شریف کے سلسلے میں روح پرور تقریبات کے انعقاد کی سند جلیل القدر علماء، بزرگان دین اور مشائخ عظام کے ہاں ملتی ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہر مکتبہ فکر کے بزرگ میلاد النبی ﷺ کو عید کے طور پر مناتے چلے آئے ہیں۔ یہاں ہم چند ایسی بزرگ ہستیوں کا ذکر کریں گے جو علمی قد و قامت کے لحاظ سے کسی بھی مکتبہ فکر کے لیے تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔

حضرت مجد دالف ثانی ؒ لکھتے ہیں:

12-ربیع الاول کو ہم نے نیاز نبوی ﷺ کے لیے قسم قسم کے کھانے پکائے اور ایک محفل مسرت قائم کرنے کو کہا۔ اچھی آواز کے ساتھ قرآن مجید، قصیدے اور نعت شریف اور فضائل بیان کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ مکہ مکرمہ میں میلاد شریف کی محفل میں حاضر تھے اس روح پرور تقریب کے بارے میں وہ فرماتے ہیں۔

کہ مَیں مکہ میں میلاد کے روز حضور ﷺ کے مولود شریف میں حاضر تھا لوگ آپ ﷺ پر درود پڑھتے اور ولادت کے موقع پر ظاہر ہونے والے معجزات کا ذکر کرتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ اچانک کچھ انوار اس محفل سے بلند ہوئے۔ میں نے ان انوار میں تامل کیا تو معلوم ہوا کہ ان ملائکہ کے انوار ہیں جو ایسی متبرک محافل میں حاضر ہونے پر مقرر ہیں۔ میں نے ملاحظہ کیا ہے کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

دارالثمین میں حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ:

اُن کے والد مرحوم نے انہیں بتایا کہ وہ ہر سال میلاد کے دنوں میں حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکواتے تھے۔ ایک سال بھُنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ آیا تو وہ لوگوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔ رات کو خواب میں

حضورﷺ کی زیارت ہوئی۔ وہی بھُنے ہوئے چنے آنحضرت کے سامنے پڑے تھے اور آپﷺ بہت خوش تھے۔

شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے بقول:

فقیر کے مکان پر سال میں دو مجلسیں ایک ذکر ولادت اور دوسری شہادت حسینؓ کی ہوتی ہیں۔ سینکڑوں آدمی جمع ہوتے ہیں۔ درود شریف اور قرآن شریف پڑھا جاتا ہے وعظ ہوتا ہے پھر سلام پڑھا جاتا ہے۔

سید سلیمان ندوی کے خیال میں ربیع الاول کا مہینہ ہماری قابل عزت تاریخ کا دیباچہ ہے اور ہمارے روشن دنوں کی صبح ہے۔ خدا اُس بندے پر رحمت نازل کرے جس نے اس مہینے کو ولادت نبویﷺ کی یادگار اور مجلس میلاد کا زمانہ بنایا۔ اُن کی تحقیق کے مطابق ملک معظم مظفر الدین پہلا شخص ہے جس نے مجلس میلاد قائم کی۔

مکتبہ دیو بند کے پیرو مرشد حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ میلاد شریف کے حق میں فرماتے ہیں۔ میلاد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حُجت کافی ہے۔ فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی کتاب نشر الطیب میں تواریخ حبیب اللہ کو ایک معتبر کتاب تسلیم کیا ہے۔ میلاد کے بارے میں اس کتاب میں مولوی محمد عنایت اللہ فرماتے ہیں۔ حرمین شریفین اور اکثر بلاد اسلامیہ میں عادت ہے کہ ماہ ربیع الاول میں محفل میلاد شریف کرتے ہیں اور مسلمانوں کو جمع کر کے ذکر مولود شریف کرتے ہیں اور کثرت سے درود شریف پڑھتے ہیں اور بطور دعوت کے کھانا شرینی تقسیم کرتے ہیں۔ سو یہ امر موجب برکات عظمیہ ہے اور حضورﷺ کے ساتھ محبت کا سبب ہے۔ بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفل مسجد نبویﷺ میں ہوتی ہے اور مکہ مکرمہ میں حجرہ ولادت نبویﷺ کی زیارت بھی

کرتے رہے ہیں۔

اہل حدیث حضرات بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ میلاد النبی ﷺ کی محفلوں کا انعقاد کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ مورخین کے ہاں اس کی بہت سی روائتیں ملتی ہیں۔ چنانچہ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور میں مولانا حکیم عبدالرحمٰن خلیق امرتسری نے لکھا ہے کہ اس تقریب کا انعقاد کوئی نئی بات نہیں تھی بلکہ ہمارے مورخین نے چند صدیاں قبل موصل وغیرہ کے دیار و احصار میں وہاں کے بعض سلاطین و عمائدین سلطنت کے اہتمام میں اس کے منانے کا ذکر کیا ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ ماضی میں عاشقان رسول ﷺ میلاد کی محفلوں پر دل کھول کر خرچ کرتے تھے۔ انوار ساطعہ میں درج ہے کہ 786 ہجری میں مصر کے شہنشاہ نے محفل میلاد پر دس ہزار مثقال سونا خرچ کیا۔ شیخ محمد رضا مصری کے بقول شاہ تلمسان سلطان ابوحموموسیٰ میلاد کو ایک عظیم الشان جشن کی صورت میں منایا کرتے تھے۔ ان سے قبل مغرب اقصیٰ اور اُندلس کے سلاطین بھی میلاد کو بڑے جوش وخروش سے مناتے تھے۔

امام سخاویؒ فرماتے ہیں میلاد شریف (مروجہ) کا سلسلہ رسول اکرم ﷺ کے تین صدی بعد ہوا۔ سلاطین اسلام میں اس طریقہ کو رائج کرنے والے سب سے پہلے بادشاہ اربل سلطان مظفر ابوسعید تھے۔

بقول امام جوزی محدث شہیر حافظ وحیہ نے جب میلاد پر ایک کتاب (التنویر فی مولد البشیر والنذیر) لکھی تو سلطان مظفر نے انہیں ایک ہزار اشرفی بطور انعام پیش کی۔

سبط ابن جوزی اپنی تصنیف مراۃ الزمان میں اس ضیافت کا ذکر کرتے ہیں جو سلطان مظفر میلاد شریف کے موقع پر کیا کرتے تھے اور جس میں اُس زمانے کے اکابر علماء اور اعاظم صوفیاء شرکت کرتے تھے۔ سلطان مظفر انہیں خلعتیں پہناتا اور میلاد شریف کی اس تقریب پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا۔

علامہ محمد رضا نے اپنی سیرت کی کتاب ''محمد رسول اللہ'' میں مندرجہ ذیل حوالہ جات کا ذکر کرنے کے بعد ان پر اضافہ کیا ہے جس کا خلاصہ اور ترجمہ ہدیہ قارئین ہے۔

جزائر کے سلطان ابوحمو موسیٰ بڑے اہتمام اور جلال کیساتھ شب میلاد منایا کرتے تھے۔ جس طرح مغرب کے سلاطین اور اندلس کے خلفاء اس زمانے میں یا اس سے پہلے اس تقریب سعید کا اہتمام کیا کرتے تھے۔

سلطان تلمسان کی ایک تقریب میں میلاد کا آنکھوں دیکھا حال الحافظ سیدی ابوعبداللہ التنسی نے راح الارواح میں تحریر کیا ہے، لکھتے ہیں۔

ابوحمو شب میلاد مصطفی ﷺ کو اپنے دارالحکومت تلمسان میں بہت بڑی دعوت کا اہتمام کیا کرتے تھے، جس میں خاص و عام سب لوگ مدعو ہوتے تھے۔ بزرگان دین علماء اور دیگر اہل فکر و دانش نے عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات کو مستحسن اور کارثواب قرار دیا۔ شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی نے الدرالمنظم میں عید میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر مکہ مکرمہ کے مفتیان کرام (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے فتوے نقل کیے ہیں ان میں سے صرف دو فتوے قارئین کو نذر اختصار کے ساتھ کیے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ عبداللہ سراج حنفی مفتی مکہ مکرمہ فرماتے ہیں:

میلاد شریف پڑھتے وقت جب سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر آئے تو اس وقت کھڑا ہونا بڑے بڑے آئمہ سے ثابت ہے آئمہ اسلام اور احکام نے کسی انکار اور رد کے بغیر اسے برقرار رکھا لہٰذا یہ مستحسن کام ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان سے بڑھ کر تعظیم کا کون مستحق ہوگا۔ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت کافی ہے فرماتے ہیں جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔

حنبلی فقہ کے نقی مکہ مکرمہ محمد عبداللہ ابن عبداللہ بن حمید لکھتے ہیں:

میلاد النبی ﷺ سیرت مصطفیٰ ﷺ کا حصہ ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ سیرت رسول ﷺ کامکمل یا کچھ حصہ بیان کرنا مستحب ہے اور آپ کے ذکرِ ولادت کے وقت کھڑا ہونا تعظیم کا تقاضا ہے اور شریعت کے منافی نہیں۔

اب ذرا بزرگان دین کے خیالات بھی ملاحظہ کیجئے:

امام ابو شامہ جو امام نودی شارح صحیح مسلم کے استاد الحدیث ہیں فرماتے ہیں: ترجمہ

''ہمارے زمانے میں جو بہترین نیا کام کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگ ہر سال حضور ﷺ کے میلاد کے دن صدقات اور خیرات کرتے ہیں اور اظہار مسرت کے لیے اپنے گھروں اور کوچوں کو آراستہ کرتے ہیں کیونکہ اس میں کئی فائدے ہیں۔''

فقراء اور مساکین کے ساتھ احسان اور مروت کا برتاؤ ہوتا ہے نیز جو شخص یہ کام کرتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے محبوب کی محبت اور عظمت کا چراغ روشن ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو پیدا فرما کر اور حضور ﷺ کو رحمۃ للعالمین کی خلعت فاخرہ پہنا کر مبعوث فرمایا اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بہت بڑا احسان ہے۔ جس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے خوش ومسرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

ایک دوسرے محدث امام سخاوی کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں: ترجمہ

''کہ موجودہ صورت میں محفل میلاد کا انعقاد قرونِ ثلاثہ کے بعد شروع ہوا پھر اس وقت سے تمام ملکوں اور تمام بڑے شہروں میں اہل اسلام میلاد شریف کی محفلوں کا انعقاد کرتے ہیں۔ اس کی راتوں میں صدقات و خیرات سے فقراء ومساکین کی دلداری کرتے ہیں حضور ﷺ کے ولادت باسعادت کا واقعہ پڑھ کر

حاضرین کو بڑے اہتمام سے سنایا جاتا ہے اور اس عمل کی برکتوں
سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت کی ان پر بارش کرتا ہے

اس سلسلے میں علامہ ابن جوزی کی رائے بھی ملاحظہ کیجئے۔ ترجمہ:

محفل میلاد کی خصوصی برکتوں سے یہ ہے کہ اس کو منعقد کرتا ہے اس کی برکت سے سارا سال اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں رہتا ہے اور اپنے مقصد اور مطلوب کے جلدی حصول کے لیے یہ ایک بشارت ہے۔

بہت سارے ذہنوں میں یہ سوال اُبھرتا ہے کہ آخر جشن میلاد کا فلسفہ کیا ہے؟ اس دلچسپ سوال کے جواب کے لیے مولانا محمد معراج الاسلام کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیے۔

جشن میلاد مصطفیٰ سے مراد بارہ ربیع الاول شریف کا روز سعید ہے جسے اہل ایمان حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے حوالے سے مناتے ہیں اور اظہار و مسرت کے لیے خیرات و صدقات اور تبادلہ تحائف کے علاوہ ذکر نعت خوانیِ نبی ﷺ پر مشتمل جلوس بھی نکالتے ہیں۔ فضائل وکمالات رسالت بیان کرنے کا یہ طریقہ اہل اسلام میں صدیوں سے مروّج ہے۔

تاریخ عالم اسلام کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر جگہ میلاد النبی ﷺ کی تقریبات اپنے اپنے انداز میں منائی جاتی تھیں اور آج بھی بڑے جوش و خروش سے منائی جاتی ہیں۔ اگرچہ ہر علاقے کا اپنا ایک مختلف انداز ہے لیکن پوری دنیا میں منعقد کی جانے والی محافل میلاد کی روح ایک ہی ہے اور وہ ہے محبت رسول ﷺ

مسلمانان عالم کے مرکز مکہ مکرمہ میں بھی عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب نہایت اعلیٰ پیمانے پر ہوتی ہے۔ ماہنامہ طریقت لاہور کے جنوری 1917ء کے شمارے میں چھپنے والے ایک مضمون میں سے یہ چند سطریں ملاحظہ کیجئے جن کے

پڑھنے کے بعد ایک روحانی خوشی میسر آتی ہے:

روز پیدائش آنحضرتﷺ مکہ میں بڑی خوشی منائی جاتی ہے۔اس کوعید یوم ولادت رسول کہتے ہیں۔اس روز جلیبیاں بکثرت بکتی ہیں۔حرم شریف میں حنفی مصلےٰ کے پیچھے مکلّف فروش بچھایا جاتا ہے۔شریفِ مکہ اور کمانڈر حجاز مع اسٹاف کے لباس فاخرہ زرق برق پہنے ہوئے موجود ہوتے ہیں اور حضرت رسولﷺ کی جائے ولادت پر جا کر تھوڑی دیر نعت شریف پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ حرم شریف سے مولد النبیﷺ تک دو رویہ لالٹینوں کی قطاریں روشن کی جاتی ہیں اور راستے میں جو مکانات اور دکانیں واقع ہیں ان پر روشنی کی جاتی ہے۔جائے ولادت اس روز بقعہ نور بنی ہوتی ہے۔جاتے وقت ان کے آگے مولود خواں نہایت خوش الحانی سے نعت شریف پڑھتے چلے جاتے ہیں۔11۔ربیع الاول بعد از نماز عشاء حرم محترم میں محفل میلاد منعقد ہوتی ہے۔2 بجے شب تک نعت مولود اور ختم پڑھتے ہیں اور اس رات مولد النبیﷺ پر مختلف جماعتیں جا کر نعت خوانی کرتی ہیں۔ 11 ربیع الاول کی مغرب سے ۱۲ ربیع الاول کی عصر تک ہر نماز کے وقت 21 توپ سلامی کی قلعہ جیاد سے ترکی توپ خانہ سر کرتا ہے۔ان دنوں میں اہل مکہ بہت جشن کرتے ہیں۔نعت پڑھتے اور کثرت سے مجالس میلاد منعقد کرتے ہیں۔

ان حقائق کی روشنی میں ہم یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ عید میلاد النبیﷺ کی اپنی ایک بلند وبالا تاریخی،مذہبی اور شرعی حیثیت ہے۔جسکا انکار ممکن نہیں۔ بزرگان دین نے ہمیشہ ذکر میلاد کو باعث خیر و برکت اور وسیلہ نجات سمجھا ہے۔اس سلسلے میں حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ کی دعا ملاحظہ فرمائیے۔

اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیری بارگاہ میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے تمام اعمال فسادنیت کا شکار ہیں۔ البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض آپ ہی کی عنایت سے اس قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہوکر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی اور انکساری محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک ﷺ پر درود بھیجتا ہوں۔

اے اللہ! وہ کونسا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔ اس لیے اے ارحم الرحمٰن مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس کے ذریعے سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہ ہوگی۔ (ماخوذ)

اُمت کے لیے شفاعت رسول ﷺ برحق ہے

سابقہ جلیل القدر انبیاء اور مرسلین میں سے کسی کو بھی حضور نبی کریم ﷺ جیسا قرب الٰہی نصیب نہیں ہوا۔ آپ ختم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ جس انداز سے حضور ﷺ پر نبوت اور رسالت ختم ہوئی، اس طرح آپ ﷺ پر جملہ اوصاف حمیدہ اور جامع کمالات بھی ختم ہیں۔ دنیا والوں کے لیے دنیا میں ہر لمحہ اور ہر ساعت آپ ﷺ کی رحمت کے بغیر گزارہ نہیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کی رحمت اس قدر وسیع ہے کہ محتاج کو تلاش کرنا اور اسے زندگی کی ہر شے سے نوازنا آپ ﷺ کی عادت کریمہ میں داخل ہے۔

دنیا تو ایک طرف، روزمحشر جب سب اللہ کی مغفرت کے طالب ہونگے اور مارے مارے پھریں گے کوئی سہارا نظر نہ آئے گا، کوئی بھی خطا کاروں اور

گنہگاروں کی سفارش اور شفاعت کرنے والا نہ ہوگا، اس وقت حضور نبی کریم ﷺ جو کسی کو کانٹا چبھنے کی تکلیف بھی گوارا نہیں کرتے کب گوارا کریں گے کہ کوئی گنہگار اُمتی جہنم میں ڈالا جائے۔ آپ ﷺ بے چین ہونگے اور بارگاہ الٰہی میں ہر گنہگار کی شفاعت کے لیے سجدے میں گر جائیں گے۔ بارگاہ الٰہی سے حکم ہوگا اے محبوب سجدے سے سر اٹھایئے، آپ ﷺ جو چاہتے ہیں پورا کر دیا جائے گا جو کچھ کہیں گے اسے مانا جائے گا۔

آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھائیں گے اور اپنی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کریں گے۔ اور گنہگاروں کو بخشنے کی شفاعت کریں گے پھر سجدے میں جائیں گے اور دوسری قسم کے گنہگاروں کو بخشنے کی شفاعت کریں گے اور تیسری دفعہ سجدے سے اس وقت سر اُٹھائیں گے جب ہر قسم کے گنہگار بخش دیئے جائیں گے اور کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ بجز ان لوگوں کے جن کے متعلق قرآن مجید میں ہمیشہ کے لیے دوزخ کی آگ قسمت کر دی گئی ہیں یعنی کافر، مشرکین اور منکرین۔ مسلم شریف میں ہے کہ:

> حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بعد کوئی گنہگار باقی نہ رہے گا، مگر وہ لوگ جن میں سوائے **لا الہ الا اللہ** کے ذرا برابر نیکی نہیں ہے، وہ سراسر معصیت اور گناہ میں مبتلا ہیں ان کے لیے بھی شفاعت کی اجازت چاہیں گے۔ بارگاہ رب العزت سے حکم ہوگا کہ یہ بھی میرے خاص لوگ ہیں ان کے لیے میں خود ہی شفاعت کرتا ہوں اور انھیں دوزخ کی آگ سے نکالتا ہوں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

> اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت کا حق قبول کرو، یا یہ کہ تمہاری آدھی اُمت کو جنت میں داخل کرنے کی میں شفاعت لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں شفاعت کا حق قبول کرتا ہوں

کہ یہ زیادہ کام آنے والی ہے۔ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لیے ہے نہیں بلکہ وہ گنہگاروں کے لیے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت کار ہیں۔

ابن عدی اُم المومنین حضرت اُم سلمیٰؓ سے روایت کرتے ہیں فرمایا نبی کریمﷺ نے:

میری شفاعت میرے اُن اُمتیوں کے لیے ہے جنھیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

فرمایا: میری شفاعت میری اُمت میں اُن کے لیے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں اس حدیث کو بہت سے صحابہ کرامؓ نے روایت کیا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے نبی کریمﷺ نے فرمایا۔

رُوئے زمین پر جتنے پیڑ، پتھر ٹیلے ہیں میں قیامت میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت فرماؤنگا۔ میری شفاعت میں اُمت کے لیے زیادہ وسعت ہے کہ وہ ہر اُس شخص کے واسطے ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا نبی کریمﷺ نے:

جملہ انبیاء مرسلین کے لیے سونے کے منبر بچھائے جائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا کہ میں اُس پر جلوس نہ فرماؤنگا بلکہ اپنے رب کے حضور سروقد کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دے اور میری اُمت میرے بعد رہ جائے۔ پھر عرض کروں گا اے میرے رب میری اُمت! میری اُمت! اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمدﷺ! آپ کی کیا مرضی ہے۔ میں آپ کی اُمت کے ساتھ کیسا سلوک کروں؟ عرض کروں گا۔ اے میرے رب میرے سامنے ان کا حساب

جاری فرما دے میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے ان
کی رہائی کی چٹھیاں ملیں گی جنھیں اللہ نے دوزخ میں بھیج دیا تھا
یہاں تک کہ مالک دروغہ جہنم عرض کرے گا۔ اے محمد ﷺ آپ
نے اپنی اُمت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔

مسلم شریف میں حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال عطا فرمائے میں نے دو بار تو اس دنیا
میں عرض کر لی۔ الٰہی میری اُمت کی مغفرت فرما، الٰہی میری
اُمت کی مغفرت فرما اور تیسری عرض اس دن کے لیے اُٹھا رکھی
جس میں تمام مخلوق الٰہی میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ
ابراہیم خلیل اللہ بھی۔

غرض یہ کہ یہ دن یوم محمد رسول اللہ ﷺ ہوگا۔ یہ مقام مقام محمدی ﷺ ہوگا اور یہ بات بھی آپ ﷺ کو ہی زیب دے گی کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوں گے اور دوسری سب مخلوق طفیلی ہوگی۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے:

وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى

اے محمد ﷺ اے محبوب من، اے مطلوب من میں آپ کو
اس قدر نعمتیں دونگا اور اسقدر رحمتیں نازل کرونگا کہ آپ راضی ہو
جائیں گے آپ کے دل کی کوئی بھی آرزو ناتمام نہ رہے گی۔
اے محمد ﷺ! ہر شخص میری رضا تلاش کرتا ہے اور میں آپ کی رضا
کا خواہاں ہوں۔

آپ جواباً فرمائیں گے اے میرے رب میں اس وقت تک راضی نہیں ہونگا جب تک میری اُمت کا ایک بھی گنہگار بغیر بخشش کے رہے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی گنہگاروں کے لیے اُمید و بشارت بہم پہنچاتی ہے۔ لیکن چونکہ مہمان عزیز ہوگا اس لیے مہمان کے طفیلی بھی عزت کی

نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔

حضرت زید بن ارقم کے علاوہ چودہ دوسرے صحابہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ:

میری شفاعت روز قیامت حق ہے جو اس بات پر ایمان نہ لائے گا وہ اس کا حقدار بھی نہ ہوگا۔

غرض حضور ﷺ کی شفاعت تمام اُمت کے لیے عام ہوگی۔ بلکہ ساری مخلوقات کے لیے یہ شفاعت کی جائے گی چنانچہ خاص کر اہل مدینہ کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کی زیارت کرنے والوں کے لیے اور حضور پرنور ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنے والوں کے لیے یہ شفاعت خصوصیت کے ساتھ کی جائے گی۔

مدارج النبوّت میں مرقوم ہے کہ:

جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کولعنتی قرار دیا تو ایک زبردست فرشتہ اس پر مسلط کر دیا تا کہ اس کی گردن پر مکے مارتا رہے۔ ان مکوں سے ابلیس چلاتا تھا۔اس کے چہرے پر طمانچوں کے نشان دوسرے دن تک نظر آتے حتیٰ کہ سرکار دو عالم ﷺ دنیا میں تشریف فرما ہوئے اور **وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ** کی آیت کریمہ نازل ہوئی تو ابلیس نے رو کر بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ میں بھی عالمین میں سے ہوں مجھے بھی رحمت رسالتماب ﷺ سے کچھ حصہ ملنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو حکم دیا کہ آج کے بعد اس ملعون پر مکے نہ مارے جائیں اس طرح اسے بھی رحمت رسالتمآب ﷺ سے کچھ حصہ ملا۔

جب شیطان کو رحمت دو عالم ﷺ سے نجات عذاب ہوسکتی ہے تو حضور ﷺ پر ایمان لانے والے مومن کو حضور ﷺ کی محبت اور متابعت کے بدلے دوزخ کے عذاب سے کیونکر نجات نہ ملے گی۔

اذان میں انگوٹھے چومنے کا بیان

حضور احمد مجتبیٰ ﷺ کے اسم گرامی کو سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا اور درود شریف پڑھنا اہل محبت کا نذرانہ اور تعظیم و ادب کا ایک انداز ہے۔

انبیاء میں حضرت آدم علیہ السلام اور صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت امام حسنؓ کی سنت ہے۔

حدیث شریف میں اس مبارک عمل کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ شیخ الاسلام تاج الدین سبکی نے طبقات الشافعیہ الکبریٰ میں لکھا ہے کہ:

حضرت آدم علیہ السلام جب جنت میں حضور ﷺ کی ملاقات کے مشتاق ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک محمد رسول اللہ ﷺ کے جمال کو ان کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں جلوہ گر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرط محبت سے بوسہ دے کر اپنی آنکھوں سے لگایا اور کہا۔

قُرَّةُ عَيْنِی بِكَ یا رسول الله ﷺ

پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی پھر جبرائیل علیہ اسلام نے یہ قصہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''جو شخص ہمارا نام اذان میں سُنے اور اپنے دونوں انگوٹھے آنکھوں پر رکھے تو ہم اس کو قیامت کی صفوں میں تلاش فرمائیں گے اور اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

مقاصد حسنہ فی الاحادیث میں امام سخاویؒ فرماتے ہیں:

دیلمی نے فردوس میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے یہ روایت کی ہے کہ جب بھی صدیق اکبرؓ سرکار دو عالم ﷺ کا اسم گرامی اذان میں سنتے تو اپنے کلمے کی انگلی کے باطنی حصوں کو چومتے اور آنکھوں سے لگاتے۔

یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کوئی میرے اس پیارے کی طرح

کرے گا اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔

حضرت خضرؑ سے روایت ہے کہ

جوشخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سُنے۔ **اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ** تو کہے۔ **مَرْحَبَا بَحَبِیْبِی زَ قُرَۃُ عَیْنِی مُحَمَّدًا بن عبداللّٰہ**۔ پھر اپنے انگوٹھے چومے اور آنکھوں سے لگائے تو اس کی آنکھیں دُکھنے سے محفوظ رہیں گی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ جوشخص۔ **اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ** سن کر یہ کہے۔

مَرْحَبَا بَحَبِیْبِی وَ قُرَّۃُ عَیْنِی مُحَمَّدً بن عبداللّٰہ ﷺ

اور اپنے انگوٹھے چوم لے اور آنکھوں سے لگائے تو کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی اُسکی آنکھیں دکھیں گیں۔

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کا اسم شریف سن کر **قُرَّۃُ عَیْنِی بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ** ﷺ کہتے ہوئے انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا باعث خیر و برکت ہے اور اس مبارک عمل پر مداومت کرنے سے حسب ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

☆ یہ عمل کرنے والا آنکھ دُکھنے سے محفوظ رہے گا۔

☆ انشاءاللہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

☆ اس کے عامل کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب ہوگی۔

☆ اس کو حضور نبی کریم ﷺ خود قیامت کی صفوں میں سے تلاش فرما کر اپنے پیچھے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

ایصال ثواب کی شرعی حیثیت

قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے:

نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

مسلم شریف کی ایک روایت ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے تم میں جس سے ہو سکے اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچائے تو ضرور پہنچائے۔

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب جسم و روح کا تعلق ختم ہو جائے۔ مرنے والوں کا زندوں سے تعاون نفع رسانی و خیر خواہی بظاہر ختم نظر آئے تو زندوں کے نیک اعمال سے مردوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے یا نہیں اور دینی و روحانی تعلق باقی رہتا ہے یا نہیں۔ میّت کے ورثاء، عزیز و احباب بلکہ تمام مسلمانوں کے نیک اعمال سے مردے فیض پاتے ہیں یا نہیں۔

ہمارے نزدیک

شریعت اسلامیہ اس کا جواب اثبات میں دیتی ہے یعنی ہاں زندوں کے اعمال سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور زندوں کے ایصال ثواب سے مُردے فیض پاتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کسی بھی مسلمان میّت کو ایصال ثواب کرنا نہ صرف شرعی اعتبار سے جائز ہے بلکہ مستحسن ہے اور جس چیز کی اصل شرع شریف میں موجود ہو وہ بدعت قبیحہ کیونکر ہو سکتی ہے۔ اسلام میں ایصال ثواب ایک مستحسن عمل ہے۔ ایصال ثواب کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے کسی نیک عمل کے ثواب میں کسی دوسرے مسلمان بھائی کو بھی شامل کرے۔ قرآن و سنت میں متعدد مقامات پر مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ نیک عمل کے ثواب میں بھی ایثار سے کام لیں۔ قرآن مجید میں ایسے بندوں کی ان الفاظ میں تعریف کی گئی ہے۔

يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ (پ 28)

نیک بندوں میں یہ صفت بھی شامل ہے کہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں اور ہمارے سابقہ تمام مسلمانوں کو معاف فرما۔ بلکہ قرآن مجید نے درج ذیل دعا کی بھی تلقین کی ہے۔

''اے اللہ مجھے میرے والدین اور تمام مسلمانوں کو قیامت کے دن معاف فرما''

فقط اپنے لیے دعا کرنا اور دوسروں کو شامل دعا نہ کرنا بُخل ہے۔ حدیث میں ہے حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک اعرابی نے یوں دعا کی:

اے اللہ مجھ پر اور میرے رسول ﷺ پر رحم فرما

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے اللہ کی وسیع رحمت کو محدود کر دیا۔ یعنی جس طرح اللہ کی رحمت اپنے لیے مانگتے ہو دوسروں کے لیے بھی مانگا کرو۔ دعا عبادت کا مغز ہوتی ہے اس کے ذریعے دوسروں کو فائدہ پہچانا جائز ہے۔

ایصال ثواب کی اہمیت از رُوئے حدیث

فرمایا نبی کریم ﷺ نے جو گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو پہنچائے تو مُردوں کی گنتی کے برابر اسے ثواب ملے گا۔

(درمختار بحث قرات المیتہ باب الدفن شرح الصدور ص 130)

حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں حضور نبی کریم نے فرمایا مُردے کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے۔ وہ انتظار کرتا ہے کہ اُس کے باپ ماں بھائی یا دوست کی طرف سے اُس کو دعا پہنچے اور جب اُس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا کا پہنچنا اُس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اور بے شک اہل زمین کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر و رحمت عطا کرتا ہے اور زندوں کا تحفہ مُردوں کی طرف یہی ہے کہ اُن کے لیے بخشش کی دعا کی جائے۔

حضرت ابوسعید حذریؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن پہاڑوں جیسی نیکیاں انسان کے اعمال سے لاحق ہوں گی تو وہ کہے گا یہ کہاں سے ہیں تو فرمایا جائے گا کہ یہ تمہاری اولاد کے استغفار کے سبب سے ہیں جو تمہارے لیے کیا گیا۔

(بخاری و شرح الصدور 127)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

میری اُمت اُمت مرحومہ ہے وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کی وجہ سے اس کو گناہوں سے پاک وصاف کر دے گا۔ (شرح الصدور ص 128)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص قبرستان جائے پھر ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللہ، سورۃ التکاثر پڑھ کر کہے۔ اے اللہ! میں نے تیرے کلام میں سے جو کچھ پڑھا اس کا ثواب میں نے ان قبروں والے مومنین اور مومنات کو بخشا تو وہ تمام مُردے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لیے شفارش کرتے ہیں۔ (شرح الصدور ص 130)

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

کہ جب تم مقابر یعنی قبرستان جاؤ تو سورۃ فاتحہ اور معوذتین اور سورۃ اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہل مقابر کو پہنچاو کیونکہ وہ اُن کو پہنچتا ہے۔ (شرح الصدور ص 130)

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

زیارت قبور کے لیے مستحب یہ ہے کہ جتنا اس سے ہو سکے قرآن پڑھے اور اہل قبور کے لیے دعا کرے۔

تمام شافعی حضرات بھی اس بات پر متفق ہیں اور اگر قبر پر قرآن مجید ختم کیا جائے تو اور بھی افضل ہے۔ (شرح الصدور ص 130)

حضرت مالک بن دینار اولیاء کبار میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی رات کو قبرستان میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں ایک نور چمک رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا ہے۔ غیب سے آواز آئی اے مالک بن دینار یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے جو انھوں نے اہل قبرستان کو بھیجا ہے۔ میں نے کہا تمھیں خدا کی قسم ہے مجھے بتاؤ مسلمانوں نے کیا تحفہ بھیجا ہے۔

آواز آئی ایک مومن مرد نے رات قبرستان میں قیام کیا۔ تو اُس نے وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور ان دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھی اور کہا اے اللہ ان دو رکعتوں کا ثواب میں نے ان تمام قبروں والے مومنین کو بخشا۔ پس اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ روشنی اور نور بھیجا ہے اور ہماری قبروں میں کشادگی اور فرحت پیدا فرما دی ہے۔

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں:

اس کے بعد میں ہمیشہ دو رکعتیں پڑھ کر ہر جمعرات میں مومنین کو بخشتا۔ ایک رات میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا اے مالک بن دینار بیشک اللہ نے تجھ کو بخش دیا۔ جتنی بار تو نے میری اُمت کو نور کا ہدیہ بھیجا ہے اُتنا ہی اللہ نے تیرے لیے ثواب لکھا ہے اور اللہ نے تیرے لیے جنت میں ایک مکان بنایا ہے جس کا نام منیف ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ منیف کیا ہے۔ فرمایا وہ ایسی چیز ہے جس پر اہل جنت بھی جھانکیں گے۔ (شرح الصدور ص 128)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب سعد ابن معاذؓ کی وفات ہوئی تو ہم نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھی پھر اُن کو قبر میں اُتار کر مٹی ڈال دی گئی۔ بعد ازاں حضور اکرم ﷺ نے تکبیر و تسبیح پڑھنی

شروع کر دی۔ ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیا۔ دیر تک پڑھتے رہے تو کسی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے تسبیح و تکبیر کیوں پڑھی۔ فرمایا اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی۔ ہماری تسبیح و تکبیر کے سبب سے اللہ نے اس کو فراخ کر دیا۔ (مشکوٰۃ ص 26)

اس حدیث سے حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کا قبر پر تسبیح و تکبیر پڑھنا پھر اس کے ایصال ثواب سے صاحب قبر کو فائدہ پہنچنا اظہر من شمس ہے۔ ان تمام روایات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں ایصال ثواب محبوب و مطلوب ہے بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کا دائمی عمل ہے۔ پھر جس کام کو نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں کیا اور اس کے کرنے کو پسند فرمایا وہ بدعت قبیحہ کیسے ہو سکتی ہے۔ لہٰذا تمام بدنی اور مالی عبادات کا ثواب دوسرے مسلمانوں کو بخشنا جائز ہے۔ جسکا ثبوت قرآن و حدیث اور اقوال فقہا سے ثابت ہے۔

فاتحہ سے کیا مراد ہے؟

کلمہ گو فرقوں میں ایک فرقہ گزرا ہے جو معتزلہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اگر چہ اس فرقے کا آج کہیں نام و نشان باقی نہیں لیکن اس گروہ کے بہت سے عقائد کو بعد میں پیدا ہونے والے گمراہ فرقوں نے آپس میں تقسیم کر لیا۔ معتزلہ کے نزدیک زندوں کے ایصال ثواب سے مُردوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ آج بھی بعض افراد یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ مسلمان کو دنیا سے جانے کے بعد قرآن مجید کے تلاوت یا کلمہ شریف، درود شریف کی قرأت اور دوسرے اعمال صالحہ کا تنہا یا کھانے کپڑے کے ساتھ جو ثواب پہنچایا جاتا ہے عرف عام میں اسے فاتحہ کہتے ہیں۔ کہ اس میں سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ شامی دُرِمختار میں درج ہے:

جو ممکن ہو قرآن پڑھے سورۃ فاتحہ، سورۃ بقرہ کی اول آیات آیۃ الکرسی

امن الرسول ، سورۃ یٰسین، سورۃ ملک، سورۃ تکاثر اور سورۃ اخلاص بارہ یا گیارہ مرتبہ سات یا تین دفعہ پڑھے پھر کہے یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو یا فلاں لوگوں کو پہنچا دے۔

اس عبارت میں فاتحہ مروجہ کا پورا طریقہ بیان ہوا ہے یعنی مختلف جگہ سے قرآن پڑھنا پھر ایصال ثواب کی دعا کرنا اور دعا میں ہاتھ اُٹھانا سنت ہے۔

چنانچہ ایصال ثواب یعنی قرآن مجید، درودشریف ،کلمہ طیبہ، نماز ،روزہ، حج، زکوٰۃ ،غرض ہر قسم کی مالی یا بدنی عبادات اور ہر عمل نیک ونفل کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتے ہیں ان کوضرور پہنچے گا اور پڑھنے والے کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ یہ جو بعض کتب میں درج ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اُٹھا کرقرآن کریم وغیرہ پڑھنا اورثواب بخشنا ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ یہ بات محض جہالت وگمراہی پر مبنی ہے کہاں قرآن حکیم کی تلاوت اور کہاں ویدوں کی پڑھنت :**لاحول ولا قوة**

کھانا سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرنے کی سند احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔مشکوٰۃ شریف میں بہت سی روایات موجود ہیں کہ حضورﷺ نے کھانا سامنے رکھ کر صاحب طعام کے لیے دعا کی بلکہ حکم دیا کہ دعوت کھا کر میزبان کو دُعا دو۔ اس طرح مشکوۃ باب آداب طعام میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ حَمدً کَثِیرًا مُبَارَکًا فِیہِ غَیرِ مُکَفِی وَلَا مَوُدَّعٍ وَّلَا مُستَغنًا عَنہُ رَبَّنَا

اس سے معلوم ہوا کہ کھانا کھانے کے بعد دو چیزیں مسنون ہیں اول حمد الٰہی کرنا ، دوم صاحب طعام کے لیے دعا کرنا اور فاتحہ میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں۔ رہا کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا۔اس بات کی سند بھی متعدد احادیث میں ملتی ہے۔ مشکوٰۃ باب المعجزات فصل دوم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں:

میں کچھ چھوہارے حضورﷺ کی خدمت میں لایا اور عرض کیا کہ

اس کے لیے دعائے برکت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے ان کو ملایا اور
دعائے برکت کی۔

مشکوۃ باب المعجزات فصل اول میں ہے کہ

غزوہ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام میں کھانے کی کمی ہوگئی۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ جس کے پاس جو کچھ ہے لاؤ۔ سب حضرات کچھ نہ کچھ لائے۔ دستر خوان بچھایا گیا سب کچھ اس پر رکھ دیا گیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس پر دعا فرمائی اور فرمایا اب اسکو برتنوں میں رکھ لو۔

اس قسم کی بہت سی روایات پیش کی جا سکتی ہے۔ مگر طوالت کے سبب اتنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ فاتحہ درحقیقت دو عبادتوں کے مجموعے کا نام ہے۔ اول تلاوت قرآن کریم، دوم صدقہ وخیرات۔ جب یہ دونوں کام الگ الگ جائز ہیں تو جمع کرنا کیونکر حرام ہوگا۔

بریانی کھانا کہیں بھی ثابت نہیں مگر حلال ہے۔ اس لیے کہ بریانی چاول گوشت گھی وغیرہ کا مجموعہ ہے اور جب اس کے سارے اجزاء حلال ہیں تو بریانی بھی حلال ہوئی۔ نیز جس کے لیے دعا کرنا ہو اس کو سامنے رکھ کر دعا کرنا چاہئے۔ جنازے میں میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ کیونکہ اسی کے لیے دعا کرنا مقصود ہے۔ اسکو سامنے رکھ لیا۔ کھانے کو سامنے رکھ کر دعا کرنے میں کونسی خرابی ہے۔

اس طرح قبر کے سامنے کھڑے ہو کر دعا پڑھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنی اُمت کی طرف سے قربانی فرما کر مذبوحہ جانور سامنے رکھ کر پڑھا۔ اے اللہ یہ قربانی میری اُمت کی طرف سے ہے۔

حضرت خلیل اللہ نے کعبہ کی عمارت سامنے رکھ کر دعا کی **رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا**
موجود دور میں بھی مسلمان عقیقہ کا جانور سامنے رکھ کر دعا پڑھتے ہیں لہٰذا اگر فاتحہ میں کھانا سامنے رکھ کو ایصال ثواب ہو تو کیا حرج ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے یہاں بہت اچھی بات اپنے رسالہ فیصلہ ہفت مسائل میں لکھی۔ وہ فرماتے ہیں:

سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر کسی مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین (پہلی صدی کے بعد والے علما) میں سے کسی کو خیال گزرا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اس لیے یہاں اگر زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا لفظ اس کا مشار الیہ (یعنی جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہو) اگر رو برو موجود ہو تو زیادہ اطمینان قلب ہو چنانچہ کھانا رو برو لانے لگے۔ کسی کو خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھ لیا جائے تو قبولیت دعا کی بھی اُمید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا۔

قرآن مجید کی بعض سورتیں جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی کو خیال آیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے۔ لہذا پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا اور یہ ہیئت کذائیہ (موجودہ صورت) حاصل ہوگئی۔ یہ ہے فاتحہ مروجہ جسے بعض حضرات حرام، بدعت اور گناہ بتاتے ہیں اور ساری اُمت مرحومہ کو بدعتی ٹھہراتے ہیں۔

بعض مسلمان گائے بکرا یا مرغ پالتے ہیں تا کہ اُن کو ذبح کر کے کھانا پکوا کر اولیاء کرام کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے گا۔ ایسا کرنا بالکل جائز ہے اور جانور بھی حلال۔ مسلمانوں کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اس نے اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت یا تقریب کی نیت کی محض ہٹ دھرمی اور بدگمانی ہے۔

عقیقہ، ولیمہ، ختنہ وغیرہ کی تقریبوں میں جس طرح جانور ذبح کیے جاتے ہیں بعض اوقات پہلے ہی نامزد اور متعین کر لیے جاتے ہیں کہ فلاں موقع یا فلاں کام کے لیے ذبح کیا جائے گا۔ جس طرح یہ حرام نہیں وہ بھی حرام نہیں۔ کہ بوقت

ذبح تو ان پر فقط اللہ عزوجل کا نام لیا جاتا ہے کسی اور کا نہیں۔

حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود بہ نفس نفیس بکری ذبح فرماتے اور اس کے ٹکڑے حضرت خدیجہ ؓ کی سہیلیوں میں تقسیم فرما دیتے۔

جب حضرت سعدؓ کی والدہ کا انتقال ہوا تو آپ نے حضور نبی کریم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ سعد کی یعنی میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ کونسا صدقہ افضل ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا پانی۔ حضرت سعد نے کنواں کھدوایا اور اعلان کر دیا کہ

هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے

اس حدیث میں یہ بات نہایت ہی قابل غور ہے کہ حضرت سعدؓ جیسی جلیل القدر شخصیت فرما رہی ہے کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔ یعنی اُن کی روح کو ایصال ثواب پہنچانے کی غرض سے بنوایا گیا ہے۔ اس سے صراحتہً ثابت ہوا کہ جسکی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کوئی صدقہ و خیرات کی جائے اگر اس صدقے خیرات یا نیاز پر مجازی طور پر اس کا نام لیا جائے یعنی یوں کہا جائے کہ یہ سبیل حضرت امام حسینؓ اور شہدائے کربلا کے لیے ہے یا یہ کھانا صحابہ کرام، اہل بیت یا غوث الاعظم و دیگر اولیاء کرام کے لیے ہے تو ہرگز ہرگز اس سبیل کا پانی اور وہ کھانا اور نیاز حرام نہ ہوگا۔ ورنہ پھر یہ کہنا پڑے گا کہ اس کنویں کا پانی حرام تھا (معاذ اللہ)۔ حالانکہ اُس کنویں کا پانی نبی کریم ﷺ نے پیا پھر صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اور اہل مدینہ نے پیا۔ جس کنویں کے متعلق یہ کہا گیا یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔ اُس کنویں کا پانی نبی کریم ﷺ کے نزدیک حلال و طیب ہے تو جس سبیل کے متعلق کہا جائے یہ امام حسینؓ کے لیے ہے یا یہ کھانا یا نیاز غوث الاعظم محبوب سبحانیؒ کے لیے ہے تو وہ مسلمانوں کے نزدیک بھی حلال و طیب ہے۔

وہ کھانا جو حضرات انبیاء کرام و مرسلین اور اولیاء کرام کی ارواح طیبہ کو نذر کیا جاتا ہے اور امیر غریب سب کو بطور تبرک دیا جاتا ہے اس نیاز کا کھانا سب

کے لیے بلا تکلف روا ہے اور باعث خیر و برکت ہے۔ کیونکہ برکت والوں کی طرف جو چیز نسبت کی جاتی ہے اس میں برکت آ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اسے تبرک جانتے ہیں اور ایسے کھانوں کی تعظیم کا اہتمام کرتے ہیں۔ اولیاء کرام کی نذر و نیاز تبرک ہے اسے فقیر بھی کھائیں اور غنی بھی۔ اگر نیت بخیر ہو تو دین و دنیا میں اس کی برکتیں بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

ماہانہ محفل ایصال ثواب حضرت سیدنا غوث الاعظم جیلانیؒ

حضرت سیدنا غوث اعظم کے ایصال ثواب کے لیے تلاوت کرنا، صدقات و خیرات کرنا اور غریبوں، مسکینوں کو کھانا کھلانا، عرس کا انعقاد اور آپ کے لیے دعا کرنا، جسے گیارھویں شریف کے نام سے تعبیر کرتے ہیں محض ایصال ثواب کی ایک صورت ہے، بلکہ آپ کے احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ ادا کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ لہٰذا جائز اور باعث برکت ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سیدنا غوث اعظمؒ کے یوم وصال (عرس مبارک) پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کہ ہمارے ہاں ہندوستان میں آپ کا عرس ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو منعقد ہوتا ہے اور سیدنا غوث اعظمؓ کا جو خانوادہ یہاں آ کر آباد ہوا ہے وہ بھی اس دن آپؓ کی بارگاہ میں ایصال ثواب کرتے ہیں۔

گیارھویں شریف کے متعلق شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں:

گیارہ تاریخ کو بغداد شریف میں بادشاہ اور شہر کے تمام اکابر آپ کے روضۂ اقدس پر جمع ہوتے ہیں۔ نماز عصر کے بعد مغرب تک قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہیں اور حضرت غوث پاکؓ کی شان میں قصائد اور منقبت پڑھتے ہیں۔ مغرب کے بعد صاحب سجادہ درمیان میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور انکے آس پاس مریدین حلقہ بنا کر ذکر کرتے ہیں۔ اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت

طاری ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد طعام و شرینی تقسیم کی جاتی ہے اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے ہیں۔

اس مبارک تقریب کی ابتداء کے بارے میں امام یافعیؒ تحریر فرماتے ہیں:

گیارھویں شریف کی اصل یہ تھی کہ حضور سیدنا غوث اعظم ہمیشہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آپ ﷺ کے وصال کے چالیس دن بعد گیارہ ربیع الثانی کو ایصال ثواب کرتے تھے۔ آپؒ کا ہدیہ بارگاہ مصطفی ﷺ میں اس طرح مقبول ہوا کہ آپؒ پھر ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ہدیہ پیش کرتے۔ آخر رفتہ رفتہ یہی ایصال ثواب حضور سیدنا غوث اعظمؒ کی محفل گیارھویں کے نام سے مشہور ہوگیا۔

آجکل لوگ آپ کا عرس بھی گیارہ ربیع الثانی کو ہی کرتے ہیں جسے سالانہ گیارھویں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

باقی ایصال ثواب فقط گناہوں کی بخشش کے لیے نہیں ہوتا، بلکہ نیک صالح بندوں کے درجات کی بلندی کا سبب بھی بنتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> جب اللہ تعالیٰ جنت میں اپنے نیک بندے کے درجات میں اضافہ فرماتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ اس کا کیا سبب ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے بیٹے نے تیرے لیے دعا کی ہے۔

واضح رہے کہ مریدین اور متوسلین تمام کے تمام روحانی اولاد کا درجہ رکھتے ہیں۔ رہا تاریخ وغیرہ کا ایسا تعین کہ اس کے علاوہ کسی اور دن کو ایصال ثواب جائز ہی نہ سمجھا جائے درست نہیں۔ البتہ کوئی دینی حکمت اور مصلحت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

بزرگان دین کے لیے ایصال ثواب کی معین تاریخیں محض عمل میں باقاعدگی اور مداومت پیدا کرنے کے لیے ہوتی ہیں اور مزید یہ کہ ان کی تاریخ

وصال میں انکی ارواح کی خدمت میں ایسے صدقات کا تحفہ بھیجنا زیادہ باعث برکت ہے اس لحاظ سے یہ عمل مستحب کا درجہ رکھتا ہے جس میں ثواب ہی ثواب اور برکت ہی برکت ہے۔

ایصال ثواب کے لیے حسب ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اولیاء کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اُسے تعظیماً نذرو نیاز کہتے ہیں۔ عام محاورہ ہے کہ بڑوں کے حضور جو ہدیہ پیش کرتے ہیں اُسے نذر کہتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے بادشاہ نے دربار کیا اسے نذریں گزریں۔ (فتاویٰ رضویہ)

فاتحہ کے لیے جو طریقہ یا الفاظ چاہیں استعمال کریں۔ صرف اس بات کا خیال رکھیں کہ حضور اقدس ﷺ، دوسرے انبیاء کرام اور محبوبان خدا مثلاً محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور دیگر مشائخ کرام کے لیے جب ایصال ثواب کریں تو لفظ بخشنا استعمال نہ کریں۔ یہ لفظ بہت بے جا ہیں۔ پھر بخشنا بڑوں کی طرف سے چھوٹوں کو ہوتا ہے بڑوں کے حضور جب کوئی چیز پیش کرتے ہیں اُسے نذرانہ کہتے ہیں۔ نیز آداب فاتحہ کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

حلال و طیب چیزوں پر فاتحہ دینی چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ گھر میں فاتحہ کی چیزیں پکائی جائیں۔ کیونکہ گھر کی چیزوں میں احتیاط زیادہ ہوتی ہے۔ اور ایسی چیزوں پر فاتحہ دلائی جائے جو خود کو پسند ہوں یا عام طور پر ہر شخص پسند کرتا ہو۔ مثلاً حلوہ، مٹھائی، کھیر اور ایسی چیزیں جن میں شکر پڑتی ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''مومن میٹھے ہیں اور میٹھی چیزوں کو پسند کرتے ہیں''

اسی طرح گوشت ہے گوشت کو بھی نبی کریم ﷺ نے پسند فرمایا۔ میٹھے پھل، شہد، شربت، دودھ، پلاؤ زردہ، حلیم وغیرہ ان میں سے کوئی ایک شے یا سب ہوں بلکہ جس کے لیے ایصال ثواب یا نیاز کرنا مقصود ہو اُسکی پسندیدہ چیز کو سرفہرست رکھیں۔ جس جگہ ایصال ثواب کیا جائے وہاں لوبان یا اگر بتی بھی سلگائی جائے تو بہتر ہے۔

ترتیب ختم شریف

الۤرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا
عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ
الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۝ وَاِنْ كُنْتَ
مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِذْقَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ
اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ
عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ
لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ
وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ
وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ
عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ
عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط
قُلۡ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ ۚ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُولَدۡ ۝
وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط
قُلۡ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ ۚ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُولَدۡ ۝
وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط
قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۝ مِنۡ شَرِّمَاخَلَقَ ۝ وَمِنۡ شَرِّ
غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِ ۝
وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط
قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰـهِ النَّاسِ
۝ مِنۡ شَرِّالۡوَسۡوَاسِ الۡخَنَّاسِ ۝ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ
صُدُوۡرِالنَّاسِ ۝ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسَ ۝

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم ۝ مٰلِكِ
يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۝ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ۝
اِهۡدِنَاالصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ
عَلِيۡهِمۡ ۝ غَيۡرِالۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَاالضَّآلِّيۡنَ ۝ (آمين)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ؕ

آلٓم ۝ ذَالِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۝
الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا
رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ۝ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَا أُنۡزِلَ اِلَيۡكَ
وَمَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ ج وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ۝
أُوۡلٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝

وَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ
الرَّحِيۡمُ ؕ

اَلَا اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ
يَحۡزَنُوۡنَ ۝

اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ؕ

دَعۡوٰهُمۡ فِيۡهَا سُبۡحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا
سَلٰمٌ ؕ وَاٰخِرُ دَعۡوٰهُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الۡعَالَمِيۡنَ ۝

وَمَا اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ
اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيۡمًا ۝
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ
اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ
سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ
كُلِّ ذَرَّةٍ مِّأ تَه اَلْفَ اَلْفِ مَرَّاةٍ وَّبَارِكَ وَسَلِّمْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ
التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ط دَافِعِ الْبَلَآءِ
وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرْضِ وَالْاَلَمِ ط اِسْمُهٗ
مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِى اللَّوْحِ
وَالْقَلَمِ ط سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ط جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ
مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِى الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ط شَمْسِ
الضُّحٰى بَدْرِالدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرُ الْهُدٰى
كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ط جَمِيْلِ الشِّيَمْ
شَفِيْعِ الْاُمَمِ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ ط وَاللّٰهُ
عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ
وَالْمِعْرَاجُ سَفْرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ
قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ
وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّنِ
شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ
رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ

سِراجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ
وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ
اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِى الدَّ رَيْنِ صَاحِبِ قَابَ
قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ
جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلٰنَا وَمَوْلٰى الثَّقَلَيْنِ اَبِىْ
الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدُاللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ يَاَايُّهَا
الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ

بلغ العلىٰ بكمالهٖ
كشف الدجىٰ بجمالهٖ
حسنت جميع خصالهٖ
صلو عليه و آلهٖ

صَلُّوْعَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمَا
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
بِعَدَدِ كُلِّ ذَ رَّتِهِ مِّأَتَه اَلْفَ اَلْفِ مَرَّاةٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

شجرہ طریقت سلسلہ عالیہ قادریہ نوشاہیہ

رَبَّنَا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے واسطے — مشکلیں آسان کر مشکل کشاؓ کے واسطے
ہم حسن بصریؒ مجدد ہم حبیب عجمی فقیرؒ — خواجۂ داؤد طائیؒ راہنما کے واسطے
حضرتِ معروف کرخیؒ، سری سقطیؒ نامدار — ہم جنیدؒ و شیخ شبلیؒ مقتدا کے واسطے
بہرِ عبدالواحدؒ و ہم بوالفرح طرطوسیؒ — بُو الحسن ہنکارویؒ سرِ بقا کے واسطے
بادشاہِ دین و دنیا پیشوائے کاملاں — بُوسعیدؒ و آفتاب اولیاء کے واسطے
از طفیل پیرِ پیراں دستگیرِ بے کساں — غوث اعظمؒ یادگارِ مصطفےٰ کے واسطے
جانشین غوث اعظم سیدِ عبدالوہابؒ — سیدِ صوفیؒ امام الاتقیاء کے واسطے
سیدِ احمدؒ چراغِ خاندانِ بوترابؒ — سیدِ مسعودؒ حلبی باصفا کے واسطے
حضرتِ سید علیؒ نام و نشاں پنجتن — سید شہ میرؒ فخر اولیاء کے واسطے
نورِ عینِ شیرِ یزداں راحتِ قلبِ حسنؓ — پیر شمس الدینؒ آلِ مرتضٰی کے واسطے
حضرتِ سید محمد غوثؒ ، اُچی دستگیر — حضرتِ سید مبارکؒ اولیاء کے واسطے
از طفیلِ حضرتِ معروفؒ نورِ معرفت — شاہ سلیمانؒ سرِ گروہِ اولیاء کے واسطے
گنج بخشِ فیضِ عالم دستگیرِ خاص و عام — نوشہؒ و حاجی محمد حق نما کے واسطے
ہاشمِ دریا دلؒ و آں جانشینِ گنج بخشؒ — حضرتِ دُولا سعیدؒ و پارسا کے واسطے
حضرتِ عبدالرّسولؒ و ہم محمد نیکؒ پیر — ہم غلام حسنینؒ فخرِ اولیاء کے واسطے
دلبرِ دریا دل و چشم و چراغِ گنج بخشؒ — چنبیؒ والے چشمۂ جودوسخا کے واسطے
عاشقِ حق ، مردِ کامل پیر سلطانِ علیؒ — ملک شاہؒ و مرکزِ مہر و وفا کے واسطے
مخزنِ جود و سخاوت حضرتِ ہادی حسینؒ — آفتابِ علم و عرفاں خوش ادا کے واسطے
رہبرِ راہِ ہدایت عاشقِ ربِّ جلیل — حضرتِ ایوبؒ مردِ پارسا کے واسطے
حضرتِ محبوبؒ فخرِ خاندانِ گنج بخشؒ — مرشد و مولا و آقا رہنما کے واسطے

کر کرم ناصرؔ پہ بھی یا رحمۃ للعالمین ﷺ
وارثانِ سلسلہ نوشاہیہ کے واسطے

دُعا

پھر دونوں ہاتھ اُٹھا کر پہلے تین دفعہ درود شریف پڑھیئے اور بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کریں اے اللہ! نعت خوانی، ذکرو اذکار، قصیدہ غوثیہ و شجرہ طریقت قیام، درود و سلام، نفل نماز، تلاوت قرآن مجید، ختم شریف، تبرکات طعام، شرینی، پھل، فروٹ غرضیکہ اے مولا کریم جو کلمات طیبات پہلے یا اس محفل میں پڑھے سُنے گئے ان میں جو بھی غلطیاں خامیاں ہوئی ہیں ان کو اپنے فضل سے معاف فرما اور ہمیں ان کی اصلاح کی توفیق بخش۔

اے رب کریم:

اپنے محبوب مکرم کے صدقے اس کلام اور طعام کو قبولیت کا درجہ عطا فرما اور اپنے فضل و رحمت سے ثواب عنایت کر کہ اس ثواب کو بخدمت اقدس حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ عالی میں ہدیۃً، محبّتہً، نذرانۃً پہنچا۔ آپ ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے جملہ انبیاء کرام کو پہنچا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات، اہل بیت کرام، خلفائے راشدین، شہدائے کربلا جملہ صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کو پہنچا۔

جملہ مشائخ طریقت وسلسلہ:

خاص الخاص بانی سلسلہ قادریہ محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی سید محی الدین عبدالقادر جیلانی ؒ کو اس کلام پاک کا ثواب نذرانۃً پہنچا۔ آپ کی ازواج، والدین کریمین جملہ اولاد و خلفاء کو پہنچا۔

خاص الخاص:

سید عبدالوہاب ؒ کو اس کلام پاک کا ثواب نذرانۃً پہنچا۔

شاہ محمد غوث اُچی دستگیر سید مبارک حقانیؒ کو نذرانۂ پہنچا۔
حضرت سخی سید معروفؒ خوشابی ، حضرت سخی شاہ سلیمان نوری حضوری کو اس کلام پاک کا ثواب نذرانۂ پہنچا۔
بانی سلسلہ نوشاہیہ امام العارفین حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادریؒ کی خدمت میں اس کلام پاک کا ثواب نذرانۂ پہنچا۔
آپ کی زوجہ محترمہ، والدین ماجدین جملہ اولادعزیزواقارب و جملہ خلفاء خاص الخاص پیر محمد سچیار اور شاہ عبدالرحمٰن کو اس کلام پاک کا ثواب نذرانۂ پہنچا۔
خاص الخاص۔ مسند نوشہ گنج بخشؒ کے سجادہ نشین حضرت محمد ہاشم دریا دلؒ کو اس کلام پاک کا ثواب نذرانۂ پہنچا۔ نوشہ ثانی دُولا محمد سعید ، عبدالرسول صاحب ، نیک عالم صاحب اور باوا غلام حسین صاحب اور آپ کی اہلیہ محترمہ کو اس کلام پاک کا ثواب نذرانۂ پہنچا۔
آفتاب پوٹھوہار:
صاحبزادہ اکبرعلی شاہ المعروف حضرت چنبی والی سرکارؒ کی خدمت میں اس کلام پاک کا ثواب نذرانۂ پہنچا آپ کے والدین ماجدین کو پہنچا۔
حضرت پیر سلطان علی شاہ صاحبؒ کی خدمت میں نذرانۂ پہنچا۔
حضرت پیر ملک شاہؒ صاحب کی خدمت میں نذرانۂ پہنچا۔
حضرت پیر ہادی حسین نوشاہی صاحب کی خدمت میں نذرانۂ پہنچا۔
حضرت پیر ایوب حسین شاہؒ صاحب کی خدمت میں نذرانۂ پہنچا۔
قبلہ باوا صاحب حضرت پیر محبوب حسین نوشاہیؒ صاحب کی

خدمت میں نذرانۂ پہنچا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں نذرانۂ پہنچا۔

اس کے علاوہ جملہ مومنین ومومنات مسلمین ومسلمات کو اس کلام پاک کا ثواب پہنچا۔

مندرجہ بالا بزرگان دین کے علاوہ قارئین جن بزرگان دین کو اپنے والدین یا عزیز و اقارب میں سے کسی کو ایصال ثواب کرنا چاہیں تو ان حضرات کا نام لے کر ایصال ثواب کریں۔

پھر مندرجہ بالا بزرگوں کے طفیل رب العزت سے اپنے اور تمام حاضرین محفل کے لیے دعا کریں۔ خصوصاً ایمان پر خاتمے کی دعا ضرور کریں کیونکہ آئے دن نئے نئے فتنے اور مذہب نمودار ہو رہے ہیں اور یوں عرض کریں۔

اے اللہ:

ہمیں ہمارے ماں باپ، ہمارے اہل وعیال اور حاضرین محفل کو اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش دے اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اے اللہ پاک:

پیارے نبی پاک ﷺ کے صدقے اُن تمام لوگوں کو جنھوں نے اس کارِ خیر میں حصہ لیا اُن کی اس تمام کاوش کو قبول فرما اور اس کلام کو ہمارے لیے توشہ آخرت بنا دے۔

اے اللہ پاک:

پیارے نبی پاک ﷺ کے صدقے میں ہمارے صغیرہ کبیرہ گناہ معاف فرما دے اور ہمیں دوزخ سے بچا لے۔ ہمیں ہمارے والدین ہمارے اہل و عیال اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

اے اللہ پاک:

ہماری قبروں میں وحشت کے وقت ایک رفیق عطا فرما دے اور ہمیں قبر کے عذاب سے محفوظ رکھیو۔

اے تمام جہانوں کے مالک:

دنیا سے رُخصت ہوتے وقت ہماری زبان اور دل اس بات کی شہادت دے رہے ہوں۔

اَشْهَدُاَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَا اللّٰـــــهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَـهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهٗ ط

اے تمام جہانوں کے مالک ہماری دعا قبول فرما۔

(آمین یارب اللعالمین)

کتابیات

اس کتاب کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔

صلّ علیٰ محمد: از شیخ الحدیث علامہ حبیب البشر خیریؒ
فضائل درود شریف: از شیخ الحدیث محمد زکریا
کیمیائے سعادت: از حجتہ الاسلام امام ابو حامد محمد الغزالی
روحانیتِ اسلام: از مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری
قوت القلوب: از شیخ ابو طالب محمد بن عطیہ حارثی المکی
جاء الحق: از حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمیؒ
عقیدۃ المومن: از ابو بکر جائز الجرایری
راہ عمل: از مولانا جلیل احسن ندوی
نماز کی کتاب: از عالم فقری
نماز کی کتاب: از خواجہ محمد اسلام
اسباق الدین: از طارق بھٹی
بیعت کی تشکیل اور ترتیب از پیر عبد اللطیف خان نقشبندی
فاتحہ کا طریقہ: انیس احمد نوری
زکوٰۃ وصدقات: از حاجی یعقوب شاہ
نقوش رسول نمبر: از ادارہ فروغ اردو لاہور